کتاب نما

فتاویٰ، ڈاکٹر یوسف القرضاوی‘ مترجم: سید زاہد اصغر فلاحی۔ ناشر: دارالنوادر‘ الحمد مارکیٹ‘ غزنی سٹریٹ‘ اُردو بازار‘ لاہور۔ صفحات: ۶۳۶۔ قیمت: ۳۵۰ روپے۔

علامہ ڈاکٹر یوسف القرضاوی عالم اسلام کی ایک معروف علمی شخصیت ہیں۔ قرآن‘ حدیث اور فقہ اسلامی پر ان کی گہری نظر ہے۔ دورِ جدید کے حالات‘ مسائل اور پیچیدگیوں سے وہ بخوبی واقف اور اسلام کی روشنی میں ان کا معقول حل پیش کرنے کی غیرمعمولی صلاحیت رکھتے ہیں۔ وہ کسی فقہی مکتب فکر کے پابندنہیں بلکہ پورے فقہی ذخیرے سے استفادہ کرتے ہیں جس راے کو قرآن وسنت سے ہم آہنگ پاتے ہیں‘ برملا اسے ترجیح دیتے ہیں۔ اہل سنت کے معروف فقہی استدلال کے اصولوں کو تسلیم کرتے ہیں اور انھی کی روشنی میں جہاں ضرورت سمجھتے ہیں‘ خود بھی اجتہادی راے قائم کرتے ہیں۔

زیرنظر کتاب موصوف کے ان فتاویٰ پر مشتمل ہے جو انھوں نے قطر ٹی وی پر ایک پروگرام بعنوان: ’ہدی الاسلام‘ میں سائلین کے جواب میں پیش کیے تھے۔ اس میں عقائد ونظریات‘ حکومت وسیاست‘ اقتصاد ومعیشت‘ تمدن ومعاشرت‘ تعلیم وتربیت‘ طب وسائنس‘ غرض کہ انسانی زندگی کے تقریباً ہر پہلو پر اسلام کی روشنی میں رہنمائی فراہم کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ اس کتاب کا سب سے بڑا امتیاز یہ ہے کہ یہ زندہ اور روزمرہ درپیش مسائل کا احاطہ کرتی ہے۔ اس میں موجود بیش تر فتاویٰ کا تعلق ان موضوعات سے ہے جو عصرحاضر میں دینی وعلمی حلقوں میں بالعموم زیربحث رہتے ہیں‘ مثلاً: اسلام کا سیاسی نظام‘ اسلامی ریاست میں سیاسی پارٹیوں کا وجود‘ بنک کا سود‘ بنک کی نوکری‘ کرنسی کی خریدوفروخت‘ اسلام اور جدید سائنسی تحقیقات‘ رحم مادر کا کرایہ‘ انسانی اعضا کی پیوندکاری‘ عورت کا بغیر محرم سفرحج‘ غیرمسلم خاتون سے شادی‘ عورت اور ملازمت‘ عورت اور

سیاست، فقہی مسالک میں اتحاد کی ضرورت، فقہی مسائل میں تجدید کی ضرورت، رویت ہلال اور جدید آلات، طیاروں اور مسافروں کا اغوا وغیرہ۔

موصوف نے فتاویٰ میں جوابات کا تفصیلی طریقہ کار اختیار کیا ہے۔ اختلافی مسائل میں تمام معروف نقطہ ہاے نظر مع دلائل بیان کرتے ہیں اور آخر میں اپنی راے کا اظہار کرتے ہیں۔ مصالح عامہ اور رخصت کے فقہی اصول بھی مدنظر رکھتے ہیں۔ سب سے اہم یہ کہ بیش تر مقامات پر شرعی احکام کی حکمت و معنویت دل نشیں پیراے میں بیان کرتے ہیں۔ اس خوبی کا کریڈٹ کتاب کے فاضل مترجم کو بھی جاتا ہے جنھوں نے مصنف کے استدلال کو بخوبی سمجھا اور شُستہ انداز میں ترجمے کا حق ادا کیا ہے۔

یہ کتاب اگرچہ عالم اسلام کی ایک بڑی دینی شخصیت کے رشحات فکر پر مبنی ہے، تاہم اس میں شامل ان کے بعض فتاویٰ سے دلائل کی بنیاد پر یقیناً اختلاف کیا جاسکتا ہے (مثلاً: اباحت موسیقی، عورتوں سے مصافحہ وغیرہ)۔ لیکن اس اختلاف کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ اتنی قیمتی کتاب نظرانداز کردی جائے۔ میری راے میں فقہ اسلامی کے ہر مبتدی و منتہی کو اس کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے، بالخصوص اصحاب افتا کو اس سے مستغنی نہیں رہنا چاہیے۔ (حافظ مبشر حسین)

زبورخیال، ابوالامتیاز ع س مسلم۔ ناشر: القمر انٹرپرائزز، اُردو بازار، لاہور۔ صفحات: ۲۱۲۔ قیمت: ۲۲۵ روپے۔

کتاب کی نوعیت کا اندازہ، ایک تو سرورق کی توضیح: 'تنقید، مقالات، مباحث' اور دوسرے فہرست عنوانات سے ہوجاتا ہے۔ یہ مجموعہ مصنف کی مختلف النوع تحقیقی و علمی، تنقیدی، علمی و ادبی، واقعاتی و مشاہداتی اور صحافتی و تجزیاتی تحریروں پر مشتمل ہے۔ موضوعاتی تنوع کے باوجود سبھی تحریریں وقیع اور قابلِ قدر ہیں۔

حضرت آدمؑ کے جسدِ مبارک اور حضرت حوّاؑ کے قد و قامت اور سری لنکا میں قدم گاہِ آدم جیسے موضوعات پر مصنف نے اچھی خاصی تحقیق کی ہے، نتیجہ: حضرت آدمؑ اور ان کی اولاد کئی پشتوں تک نہایت طویل القامت تھی اور کوہِ آدم (Adam's Peak) پر آپ ہی کا نقشِ قدم ہے۔

اسی طرح مرقد حوا کے بارے میں اچھی خاصی تفصیل مہیا کرنے کے بعد بتایا ہے کہ ۱۹۲۵ء میں جدہ پر قبضے کے بعد، مرقدِ حوا کو ملک عبدالعزیز کے حکم سے مسمار کردیا گیا۔ دو تین مضامین (’اسلامی قومیت اور اس کے عملی مضمرات‘، ’قیامِ پاکستان کے مخالف علما کا جائزہ‘ اور ’آشوبِ ملّت‘ کے زیرِعنوان دوتحریریں بھی) اُسی دردمندی اور اضطراب کے آئینہ دار ہیں جو اُمت مسلمہ کی زبوں حالی، پس ماندگی، انتشار، غلامانہ ذہنیت کو دیکھ دیکھ کر مصنف کو پریشان کیے دیتا ہے۔ بعض تحریروں کو بیرونِ ملک قیام کی یادداشتیں اور سفر کے مشاہدات کہہ سکتے ہیں۔ پھر دنیاے شعروادب کا ذکر اذکار، ادیبوں اور شاعروں کی بے اعتدالیاں، بعض شعرا کی سوداگرانہ ذہنیت (’بھائی مسلم، ہم یہاں دبئ میں کچھ کمانے کے لیے آئے ہیں‘ ص ۱۷۰) یا ایسے پیشہ ور نعت خوانوں کا ذکر جو معاوضے کے لیے ہی نعت خوانی کرتے ہیں (ص ۱۶۳) وغیرہ۔ اس سے ادیبوں اور شاعروں کی کوئی قابلِ رشک تصویر سامنے نہیں آتی۔ دو تحریریں زبان و بیان کے نکات پر اور ایک خالد اسحاق کی یاد میں ____

زبورِ خیال کے مضامین زندگی کے تنوع اور کثیرالجہتی کے آئینہ دار ہیں۔ لیکن دو باتیں بڑی واضح ہیں، اوّل: ہر تحریر پوری توجہ بلکہ ارتکاز اور انہماک کے ساتھ لکھی گئی ہے، لکھنے والا اپنی سوچ اور اپنے موقف کے بارے میں یکسو ہے، اور اس نے اپنا موقف بڑے عمدہ استدلال اور تاریخی حوالوں کے ساتھ پیش کیا ہے۔ دوم: یہ ساری تحریریں ایک ایسے قلبِ مضطر کے قلم سے نکلی ہیں جو اُمت کی محبت سے لبریز ہے (انتساب کی عبارت: ’ملّتِ مظلومہ محکومہ پاکستانیہ کے نام، اس دعا کے ساتھ کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ جس نے یہ نعمت عظمیٰ ہمیں بخشی، اسے سلامتیِ دین کے ساتھ قائم رکھے‘)۔ ابتدا میں گوانتاناموبے کے اسیر مجاہدوں کے لیے ایک خوب صورت نظم بھی شامل اشاعت ہے۔ (رفیع الدین ہاشمی)

تقلید (تجزیاتی مطالعہ) سرفراز حسین صدیقی۔ ناشر: رائل بک کمپنی، BG-5، ریکس سینٹر، فاطمہ جناح روڈ، جی پی او بکس نمبر ۷۷۳۷، کراچی۔ صفحات: ۳۱۶۔ قیمت: درج نہیں۔

تقلید کے بارے میں تین مختلف قسم کی آرا اور ان پر مبنی رویے اُمت میں پائے جاتے ہیں۔

ایک رویہ ائمہ مذاہب کی اطاعت کو مقصود بالذات قرار دیتا ہے۔ دوسرا، ہر شخص کے براہ راست قرآن وسنت کی پیروی کرنے کا ہے۔ تیسرا یہ ہے کہ جن مسائل میں ائمہ کے اجتہادات قرآن وسنت کے احکام کے خلاف محسوس نہ ہوتے ہوں ان میں تقلید جائز اور عوام کے لیے ضروری ہوگی۔

مصنف نے تیسرے رویے کو دلائل کے ساتھ شرح وبسط سے بیان کیا ہے۔ اہل علم کے نزدیک کوئی بھی امام مستقل مطاع نہیں ہے۔ ہر ایک کے نزدیک دو اطاعتیں مستقل ہیں اور فقہا کی اطاعت کتاب وسنت کی موافقت کے ساتھ مشروط ہے۔ اسی لیے ہر فقہ میں ہر امام، چاہے اس کا تعلق ائمہ اربعہ سے ہو یا اصحاب ظواہر اور اہلِ حدیث سے، ہر ایک اپنے قول کے لیے کتاب وسنت سے دلیل پیش کرتا ہے اور ہر ایک کے نزدیک یہ اختلاف فروعی ہے اور اپنی تحقیق کے راجح ہونے اور دوسرے کی تحقیق کے باطل ہونے کی نہیں بلکہ مرجوح ہونے کا قائل ہے۔

مصنف نے تقلیدِ شخصی میں جن کمزوریوں کی نشان دہی کی ہے وہ تقلیدِ شخصی کی کمزوریاں نہیں بلکہ عوام کی کم علمی ہے۔ اہلِ علم میں تقلیدِ شخصی کا وہی مقام ہے جو جناب سرفراز حسین صدیقی صاحب اُسے دینا چاہتے ہیں۔ ان کی یہ تجویز مناسب ہے کہ ہر مکتبِ فکر کے محقق، علماے کرام کو مل بیٹھ کر مختلف پیش آمدہ مسائل کے حوالے سے مشترک نقطۂ نظر پیش کرنے کی کوشش کرنا چاہیے تاکہ عوام کے لیے قرآن وسنت پر عمل میں آسانی پیدا ہو اور ایک مسئلے میں مختلف آرا کی وجہ سے وہ پریشانی کا شکار نہ ہوں۔

اسی طرح ان کی یہ راے بجا ہے اور علما میں مسلّم ہے کہ تحقیق کی بنیاد پر کسی مسئلے میں ایک فقہی مذہب سے دوسرے فقہی مذہب کی طرف انتقال کے لیے کوئی امر مانع نہیں ہونا چاہیے بشرطیکہ یہ انتقال خواہش نفس کی بنیاد پر نہ ہو۔

یہ ایک دردمند مسلمان کی پکار ہے جو اُمت مسلمہ کو اتحاد و اتفاق اور اجتہاد کے اسلحے سے لیس دیکھنے کا متمنی ہے چونکہ یہی ہمارے عروج کا راستہ ہے۔ دیدہ زیب ٹائٹل اور عمدہ پیش کش ہے۔ یہ کتاب دین دار جدید تعلیم یافتہ طبقے کے جذبات و احساسات اور سوچ کی نمایندگی کرتی ہے۔ (خالد محمود)

Promise and Fulfilment : Documented History of All India Muslim League، محمد سلیم احمد۔ پبلشر: شعبہ تاریخ و مطالعہ پاکستان، اسلامیہ یونی ورسٹی بہاول پور۔ صفحات: ۴۳۸۔ قیمت: ۵۵۰ روپے۔

مسلم لیگ کا نام ایک ایسی سیاسی تحریک کے طور پر یاد رکھا جائے گا جس نے انگریزوں کے دورِ حکومت میں جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کو منظم کیا اور اس برعظیم پاک و ہند کے چند علاقوں میں مسلم اکثریتی حکومت کا تصور کیا، جس کے وہ ۶۰۰ برس یکہ و تنہا حکمران رہے تھے۔

مسلم لیگ نے کس طرح آزادیِ وطن کا معرکہ سر کرلیا، اِس کے مختلف جوابات ہوسکتے ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد سلیم احمد، دو درجن سے زائد کتابوں کے مصنف ہیں اور اسلامیہ یونی ورسٹی بہاول پور میں صدر شعبۂ تاریخ و مطالعہ پاکستان رہے ہیں۔ اِس کتاب میں تاریخی حوالوں کی مدد سے اُس دور کو کھنگالنے کی کوشش کی گئی ہے کہ جب مسلم لیگ قائم ہوئی، مختلف صدور کی قیادت میں اُسے کام کرنے کا موقع کیسے ملا اور طبقۂ خواص کی نمایندہ جماعت کس طرح مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن بن گئی۔ یہ کتاب مسلم لیگ کے قیام کے ۱۰۰ برس پورے ہونے کے موقع پر شائع ہوئی ہے۔

اس کتاب کے ۱۳ ابواب ہیں، اس کے پیش لفظ میں وہ تحریر کرتے ہیں کہ یہ آل انڈیا مسلم لیگ کی خدمات کا ایک نئے پہلو سے جائزہ ہے، اُن کے خیال میں اس کتاب کا نمایاں وصف اس کے تاریخی حوالے ہیں جو عموماً سرکاری دستاویزات اور مستند کتابوں سے حاصل کیے گئے ہیں۔ کتاب کے تعارف میں پروفیسر موصوف اعلان کرتے ہیں کہ مسلم لیگ مذہبی جماعت نہیں تھی، سیاسی جماعت تھی جس کا نقطۂ نظر عموماً سیکولر رہا۔

مصنف نے بطور تنظیم مسلم لیگ کی خدمات کا جائزہ لیا ہے کہ اس نے کس طرح حقیقی مسائل کی نشان دہی کی اور کس طرح بروقت فیصلے کیے۔ ۱۹۲۰ء میں قائداعظم کی شمولیت کے بعد مسلم لیگ کو نئی زندگی ملی اور قائداعظم نے نظم و ضبط اور قواعد و قانون کی بالادستی پر خصوصی زور دیا۔ محمد علی جناح جیسی شخصیات ہی تاریخ کا رُخ بدلتی ہیں۔ مصنف کا اصرار ہے کہ پاکستان کا قیام مسلمانوں کی اپنی قوتِ بازو کی بدولت تھا، وہ لوگ غلطی پر ہیں جو اصرار کرتے ہیں کہ غیرملکی قوتیں اس میں شریک و دخیل ہیں، کتاب کے اختتام پر تفصیلی نوٹ بھی دیئے گئے ہیں۔

پروفیسر موصوف نے تاریخی حوالوں سے ایک اہم تحریر کا جس طرح جائزہ لیا ہے وہ قابلِ تحسین ہے' اُمید ہے سیاسی تحریکات اور اُن کے اثرات کو سمجھنے کا سلسلہ جاری رہے گا۔ یہ بھی ایک مستقل موضوع ہے کہ قیامِ پاکستان کے بعد مسلم لیگ مفاد پرست طبقات کے ہاتھ کس طرح چڑھی اور ہر سیاسی و فوجی حکومت نے اسے اپنی سواری کے طور پر کیسے استعمال کیا۔ اُمید ہے اس پر بھی کام کیا جائے گا۔ محققین' تاریخ کے طلبہ اور سیاسی تحریکات سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے یہ غیر معمولی کتاب ثابت ہوگی۔ (محمد ایوب منیر)

پاکستان کی مزدور تحریک ایک نظریاتی مطالعہ، پروفیسر شفیع ملک۔ ناشر: پاکستانی ورکرز ٹریننگ اینڈ ایجوکیشن ٹرسٹ' ایس ٹی ۲/۳' بلاک ۵' گلشن اقبال' کراچی۔ صفحات: ۱۱۷۔ قیمت: ۱۰۰ روپے۔

مزدور تحریک کے ساتھ سوشلزم کا تصور وابستہ رہا ہے لیکن پاکستان میں اسلامی نظریہ حیات کے علم برداروں نے اس میدان میں بھی مزدوروں کی رہنمائی کی' اور نیشنل لیبر فیڈریشن کے قیام کے ذریعے اسلامی مزدور تحریک پروان چڑھی۔ پروفیسر شفیع ملک اس سے روزِ اوّل سے وابستہ رہے ہیں اور مزدور تحریک پر ان کی گہری نظر ہے۔ یہ کتاب سب سے پہلے ۱۹۶۳ء میں شائع ہوئی۔ اب یہ اس کا نظر ثانی شدہ اڈیشن ہے جس میں پاکستان میں مزدور تحریک کی تاریخ' بین الاقوامی پس منظر' سوشلسٹ اور اسلامی مزدور تحریک سب کا اختصار اور جامعیت سے جائزہ لیا گیا ہے۔ کتاب کے پہلے اڈیشن کا مقدمہ پروفیسر خورشید احمد نے لکھا تھا جو شاملِ اشاعت ہے۔ (مسلم سجاد)

تعارفِ کتب

☆ **القرآن الکریم**، ناشر: مکتبہ قدوسیہ' رحمٰن مارکیٹ' غزنی سٹریٹ' اُردو بازار لاہور۔ صفحات: ۱۲۹۶۔ ہدیہ: ۴۰۰ روپے۔ [عربی متن کے بعد دوسری سطر میں الفاظ الگ الگ کر کے تیسری سطر میں شاہ رفیع الدینؒ کا لفظی ترجمہ دو رنگوں میں دیا گیا ہے اور چوتھی سطر میں مولانا محمد جونا گڑھیؒ کا بامحاورہ ترجمہ دیا گیا ہے۔ لفظی اور بامحاورہ ترجمے کے تقابلی مطالعے کے لیے مفید' خوب صورت پیش کش۔]